لیکن اگر محض علم وقصد کو عمد کہا جائے تو جانور کے فعل کو بھی عمد کہنا پڑے گا۔ اس لیے کہ اس کا فعل بھی علم وقصد سے واقع ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کے فعل کو کوئی بھی عمد نہیں کہتا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ درحقیقت عمد کا دارو مدار محض علم وقصد پہ نہیں ہے بلکہ عمد کا اطلاق حقیقی معنی میں اسی صورت میں ہوگا۔ جب کہ علم وقصد معتد بہ یعنی قابل اعتبار بھی ہو۔ لہٰذا جانور کا فعل اگرچہ علم وقصد سے ہی صادر ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ قابلِ اعتبار نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کو عمد نہیں کہا جاتا۔

اسی طرح صغیر اور مجنون کا فعل اگرچہ علم وقصد سے ہی صادر ہوا ہو لیکن اس علم وقصد کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ اس لیے اُن کے فعل کو عمد نہیں کہا جائے گا۔ اور بالفرض اگر صغیر اور مجنون کے فعل کو عمد تسلیم بھی کیا جائے تو بھی اس سے احناف کے موقف میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لیے کہ اُن کے نزدیک محض عمد سے قصاص واجب نہیں ہوتا۔ بلکہ عمد ایسا ہونا چاہیے جو موجب قصاص ہو۔ اگر وہ موجبِ قصاص نہ ہو تو شریک پر قصاص واجب نہ ہوگا۔ مثلاً کوئی آدمی اپنے آپ کو قتل کر دے اور ساتھ ہی کسی دوسرے کو بھی قتل میں شریک کر لے تو شریک پر قصاص واجب نہ ہوگا۔ اس مثال میں شریک نے عمداً قتل کیا ہے، مگر اس کے باوجود اس عمد سے قصاص واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ اس عمد کے ساتھ مقتول کی اجازت کے ملنے کی وجہ سے عمدِ موجبِ قصاص میں نقصان واقع ہوگیا۔ یا جیسا کہ ایک شخص کو درندہ اور آدمی دونوں مل کر قتل کر دیں تو آدمی پر قصاص واجب نہ ہوگا۔ اور درندے کے فعل اور صغیر یا مجنون کے فعل میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ جس طرح کہ درندہ کے علم وقصد کا اعتبار نہیں ہوتا اسی طرح مجنون اور صغیر کے علم وقصد کا اعتبار نہ ہوگا۔ یا جیسا کہ ایک شخص کا ہاتھ "حد" میں کاٹا گیا۔ اتنے میں ایک دوسرے آدمی نے اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ پھر مجروح شخص ان زخموں کے سرایت کرنے کی وجہ سے مرگیا تو پاؤں کاٹنے والے پر قصاص واجب نہ ہوگا۔ اس لیے کہ یہاں بھی عمد موجبِ قصاص میں حد کی سزا کی وجہ سے نقصان واقع ہوگیا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قصاص کے لیے عمد معتد بہ یعنی قابلِ اعتبار عمد کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا مجنون اور صغیر کا عمد قصاص جیسی سزا کے لیے قابلِ اعتبار نہ ہوگا۔ اس لیے ان کی شرکت سے جو قتل وقوع پذیر ہوگا اس سے قصاص واجب نہ ہوگا۔

بات درحقیقت یہ ہے کہ جب دو فعل جمع ہوجائیں اور اُن میں سے ایک موجبِ قصاص ہو اور

دوسرا موجب قصاص نہ ہو تو ایسی صورت میں قصاص ساقط ہو گا۔ اس لیے کہ دو شخصوں کے فعل کے جمع ہونے کی وجہ سے دو صورتیں پیدا ہوں گی۔ ایک یہ کہ ان دونوں کے فعل کو الگ الگ شمار کیا جائے جن کا حکم بھی الگ اور مستقل بالذات ہو۔ دوسری یہ کہ ان دونوں کے فعل کے مجموعہ کو ایک فعل شمار کر کے قصاص کی سزا دی جائے۔

پہلی صورت تو ممکن نہیں اس لیے کہ اگر دو فعل شمار کیے جائیں تو پھر ایسی صورت میں دونوں افعال کی سزا الگ الگ اور مستقل طور پر دینا لازم ہونا چاہیے، یعنی جس کا فعل موجب قصاص ہو اس پر قصاص واجب ہونا چاہیے۔ اور جس کا فعل موجب دیت ہو اس پر پوری دیت واجب کی جائے۔ مگر ایسا کرنا بالاتفاق باطل ہے۔ چنانچہ خود امام شافعیؒ کا موقف یہ ہے کہ اگر شریک کا فعل موجب دیت ہو تو وہ پوری دیت ادا نہ کرے گا۔ بلکہ اپنے حصّہ کی دیت ادا کرے گا۔

رہی دوسری صورت، کہ دونوں کے فعل کے مجموعہ پر قصاص کی سزا دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اگر ایک شریک کا فعل موجب قصاص ہو اور دوسرے کا موجب دیت تو اس طرح کے اشتراک سے فعل کا جو مجموعہ مرتب ہو گا اس کی حیثیت فعل مستقل بالذات کی نہیں ہو گی۔ اور قصاص کی سزا کے لیے ضروری ہے کہ فعل مستقل بالذات ہو، چونکہ قصاص قابلِ تجزی چیز نہیں ہے کہ اس کو تقسیم کیا جائے۔

لہٰذا یہی صورت رہ جاتی ہے کہ قصاص کو ساقط کیا جائے اور ایک ہی دیت سب شرکاء پر تقسیم کی جائے۔ چنانچہ یہی احناف کا موقف ہے۔

امام احمد بھی صغیر اور مجنون کے فعل کو خطاء پر محمول کر کے شریک سے بھی قصاص کے سقوط کے قائل ہیں۔ البتہ ان کا احناف کے ساتھ اس بات میں اختلاف ہے کہ بیٹے کو قتل کرنے میں باپ کے شریک پر قصاص واجب ہو گا۔ اور خود باپ پر دیت واجب ہو گی۔ جب کہ احناف دونوں پر دیت کے وجوب کے قائل ہیں۔ امام موصوف کی یہ دلیل عقلی ہے کہ صغیر اور مجنوں کا فعل خطاء ہے اور باپ کا فعل عمد ہے۔ لہٰذا ان کی سزا ایک جیسی نہیں ہونی چاہیے۔

مذکورہ تشریح سے امام موصوفؒ کے موقف کا جواب بھی واضح ہو گیا۔

اور امام شافعیؒ کا قیاس بھی محل نظر ہے اس لیے کہ جس شخص سے قصاص معاف کیا گیا اس کا

(باقی بر صفحہ ۲۸)

علامہ ابنِ قیّم رحؒ

جناب پروفیسر طیب شاہین لودھی

(۴)

مدارِجُ السّالِکِین | جیسا کہ پچھلے صفحات میں گذر چکا ہے کہ یہ کتاب شیخ الاسلام ابو اسماعیل ہروی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب "منازل السائرین" کی مفصل شرح ہے۔ اس کتاب میں علامہ موصوف نے تصوف پر بھرپور تنقید کی ہے اور احسان و تزکیہ کے بارے میں سلفی نقطۂ نظر کو واضح کر کے پیش کیا ہے یہ کتاب مصر میں مطبع المنار سے کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد علامہ حامد الفقی کی تحقیق و تعلیق اور مزید چار قلمی نسخوں سے تقابل کے بعد شاہ سعودؒ کے خرچ پر شائع ہوئی۔ "دار الکتاب العربی" نے دوبارہ اسی کا فوٹو عکس بیروت سے شائع کیا ہے۔

الطُّرُق الحُکمِیۃ فی السیاسۃِ الشرعیّۃ | یہ علامہ ابنِ قیمؒ کی بلند پایہ کتاب ہے۔ اس موضوع پر ابن قیمؒ سے پہلے بھی بہت سے اہلِ علم لکھ چکے ہیں۔ انہوں نے بادشاہوں کے لیے جہانبانی کے اصول متعین کیے ہیں۔ ابن المقفع (متوفی سنہ ۱۴۲ھ) کی "رسائل الصحابۃ" جاحظ (متوفی سنہ ۲۵۵ھ) کی "کتاب التاج" ابن قُتَیبہ دِینوری (متوفی سنہ ۲۷۶ھ) کی کتاب "اخبارُ العیون" میں سے "کتابُ السلطان" ابنِ عبدِ ربّہ (۳۲۸ھ) کی مشہور کتاب "العِقدُ الفرید" میں سے "کتابُ اللُّؤلُؤ فی السلطان" اور امام ابو حامد الغزالیؒ (متوفی سنہ ۵۰۵ھ) کی کتاب "نصیحۃُ الملوک" بہت مشہور ہیں۔ نصیحۃُ الملوک کا انگریزی ترجمہ (F. R. C. BAGLEY) نے کیا ہے اور اسے آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے شائع کیا ہے۔ جناب بگلے نے مستشرقین کی عادت کے مطابق "نصیحۃ الملوک" کے

مشمولات کے ڈانڈے قدیم ایرانی نظریات اور ساسانیوں سے ملانے کی کوشش کی ہے۔ امام غزالیؒ نے " احیاء علوم الدین " کے ابواب اصولِ احتساب کے لیے مختص کیے ہیں۔ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی الشافعی (متوفی ۴۵۰ھ) اور قاضی ابویعلیٰ (متوفی ۴۵۸ھ) نے " الاحکام السلطانیۃ " کے نام سے دو کتابیں لکھیں۔ اس موضوع پر امام ابن تیمیہؒ نے بھی " السیاسۃ الشرعیۃ " اور " الحسبۃ " کے نام سے دو کتابیں سپردِ قلم کی ہیں۔ قاضی ابویعلیٰ اور علامہ ماوردیؒ دونوں ہم عصر تھے۔ دونوں کتابیں نہایت بلند پایہ کتابیں ہیں۔ علامہ ماوردی کی کتاب غالباً متقدم ہے۔ قاضی ابویعلیٰ نے ترتیب کے لحاظ سے ماوردی کی پیروی کی ہے۔ حنبلی فقہ کے مطابق اس میں بعض اضافے اور توضیحات ہیں۔ جن سے اس کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ ان کتابوں میں زیادہ تر ان قوانین پر بحث کی گئی ہے جن کو جدید قانونی اصطلاح کے مطابق دستوری حقوق، حقوقِ عامہ اور قوانینِ عامہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

الطرق الحکمیۃ کا موضوع زیادہ تر عدالتوں کے طریقۂ تفتیش۔ قوانینِ شہادت اور شعبۂ احتساب سے تعلق رکھتا ہے۔ بہت سی ایسی چیزیں اس کتاب میں یکجا کر دی گئی ہیں جو کسی اور کتاب میں یکجا نہیں ملیں گی۔ مثلاً مسلمان ججوں کی فراست کے واقعات جنہیں پڑھ کر ایک آدمی دنگ رہ جاتا ہے۔ یہ کتاب علامہ حامد الفقی کی تحقیق کے ساتھ سعودی حکومت کے خرچ پر شائع ہوئی ہے۔

زاد المعاد فی هدی خیر العباد

" زاد المعاد " سیرتِ نبویؐ پر ایک بہترین کتاب ہے۔ قرنِ اوّل ہی میں اہلِ قلم نے سیرتِ طیبہؐ کے موضوع پر لکھنا شروع کر دیا تھا۔ حدیث کی تدوین بھی اگرچہ بنیادی طور پر سیرت ہی کا کام ہے، لیکن ابتدا ہی سے احادیث کی ترتیب فقہی عنوانات کے مطابق رکھی گئی اور ان کا مقصد تشریع اور قانون رہا ہے۔ اور اسی لیے محدثین نے زیادہ تر اسی نقطۂ نظر سے حدیث کو مدوّن کیا ہے۔ بایں ہمہ محدثین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمائلِ طیبہ پر مستقل ابواب مختص کیے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے لوگوں نے اپنی اپنی نہج پر سیرت اور مغازی کو مدوّن کیا ہے۔ محمد بن اسحاقؒ (متوفی ۱۵۱ھ) پہلے شخص ہیں جنھوں نے سیرتِ طیبہؐ کو مستقل طور پر مدوّن کیا۔ پھر ان کے شاگرد ابنِ ہشام (متوفی ۲۱۳ھ) نے اس کو کتابی شکل میں محفوظ کیا۔ اس کے بعد سیرت نویسی ایک مستقل فن کے طور پر مروّج ہوئی۔ نیز ہدیۂ عقیدت کے طور پر بھی بہت کچھ لکھا

گیا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

امام ابنِ قیمؒ سے پہلے اگرچہ بہت سی کتابیں سیرتِ طیبہ پر لکھی جا چکی تھیں مگر "زاد المعاد" ایک انوکھی ترتیب کی حامل ہے۔ ابن قیمؒ نے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور آپ کی شمائل و عادات مقدسہ پر مشتمل روایات کو ترتیب زمانی کے مطابق اپنے تبصرے اور نقد و جرح کے ساتھ جمع کیا ہے، وہاں ان روایات سے فقہی استنباط کر کے آپ کے اتباع کی طرف رغبت دلاتی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ زاد المعاد میں تقریباً تمام تر قابلِ اعتماد اور مستند روایات کو سامنے رکھا گیا ہے۔ زاد المعاد بیک وقت سیرتِ طیبہ اور فقہ و حدیث کی کتاب ہے۔ بعد میں لکھی جانے والی سیرت کی کتابوں کے لیے ایک مستند ماخذ قرار پاتی ہے۔ زاد المعاد ۱۲۹۸ھ میں کانپور سے شائع ہوئی۔ ۱۳۲۴ھ ۱۳۴۷ھ اور ۱۳۶۹ھ میں مصر میں شائع ہوئی۔ ابھی حال ہی میں اسی کا فوٹو عکس بیروت سے شائع ہوا ہے۔ ۱۹۶۲ء میں اس کا اردو ترجمہ جو رئیس احمد جعفری ندوی مرحوم کا کیا ہوا ہے، کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

اغاثۃ اللھفان یہ کتاب تزکیۂ نفس کے موضوع پر بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں زیادہ تر "متزہدین" کے ان وسوسوں کا ذکر ہے جن کی بنا پر یہ حضرات نہایت خلوص کے ساتھ دین کے بعض امور میں تحریف کر گزرتے ہیں اور اسے تقویٰ کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن و سنت میں تعبّدی حدود واضح کر دی گئی ہیں اور ان کا اختیار کرنا ہی حقیقی تقویٰ ہے۔ وسوسے کو تقویٰ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ تو ایک شیطانی جھانسہ ہے جس کی وجہ سے تصوف کا متبع آدمی شارع کی متعین کردہ حدودِ تعبّد کو تسلیم نہیں کرتا، بلکہ تحریف و بدعت کا دروازہ کھولتا ہے۔ اس کتاب میں اس قسم کے بے شمار وساوس کا ذکر ہے۔ ان حیلوں کا بھی ذکر ہے جن کے ذریعے خواہشاتِ نفس کے پجاری اللہ تعالیٰ کی شریعت کو معطل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کتاب میں "طلاقِ ثلاثہ" کے موضوع پر بہت عمدہ اور نفیس بحث کی ہے، اور جمہور کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ بدعی طلاق واقع نہیں ہو گی، نیز ایک ہی مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوں گی۔

کتاب الروح یہ بڑی عجیب و غریب کتاب ہے۔ اس میں روح اور اس کی ماہیت پر بحث

کی گئی ہے۔ اس میں رُوح کے متعلق فلاسفر اور متکلمین کی آراء نقل کر کے ان پر نقد و تبصرہ کیا گیا ہے۔ بہت سے لوگوں کے ذاتی مشاہدات نقل کیے گئے ہیں۔ اکثر روایات علامہ موصوف کے اس معیار سے فروتر ہیں جو احادیث اور روایات و آثار کو قبول کرنے کے لیے اُن کے ہاں پایا جاتا ہے۔ خصوصاً ابنِ ابی الدنیاؒ کی مرویات کو عموماً بلا تبصرہ نقل کر دیا گیا ہے، حالانکہ ابن ابی الدنیاؒ کی روایات کے متعلق اہلِ علم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان میں سے اکثر قابلِ استناد نہیں۔ اپنی اس کتاب میں وہ "علامہ جلال الدین السیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) دکھائی دیتے ہیں۔ برزخ کی زندگی اور عذابِ قبر کو بڑی تفصیل سے زیرِ بحث لائے ہیں۔ یہ کتاب دکن اور مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ ہماری نظر سے اس کا اردو ترجمہ گزرا ہے۔

ابن قیم کی دیگر کتب متذکرہ کتب کے علاوہ ان کی مندرجہ ذیل کتابیں طبع ہو چکی ہیں:۔

۱۔ اجتماع الجیوش الاسلامیہ
۲۔ اغاثۃ اللھفان فی حکم طلاق الغضبان
۳۔ بدائع الفوائد
۴۔ التبیان فی اقسام القرآن
۵۔ تحفۃ الودود
۶۔ تفسیر المعوذتین
۷۔ جلاء الافہام
۸۔ الجواب الکافی
۹۔ حادی الارواح
۱۰۔ روضۃ المحبین
۱۱۔ شفاء العلیل
۱۲۔ طریق الھجرتین
۱۳۔ عدۃ الصابرین
۱۴۔ تھذیب السنن
۱۵۔ الفوائد
۱۶۔ الکافیۃ الشافیۃ
۱۷۔ مفتاح دار السعادۃ
۱۸۔ الرسالۃ التبوکیۃ
۱۹۔ کتاب الصلوٰۃ۔

مراجع اس موضوع پر چند کتبِ استفادہ یہ ہیں:۔

۱۔ کتاب الرسالۃ — امام شافعیؒ — بتحقیق احمد محمد شاکرؒ
۲۔ اختلاف الحدیث — امام شافعیؒ
۳۔ حجۃ اللہ البالغۃ — امام شاہ ولی اللہؒ
۴۔ منہاج السنۃ — امام ابن تیمیہؒ
۵۔ اعلام الموقعین — امام ابن قیمؒ

۶- الطرق الحکمیة — امام ابن قیمؒ
۷- کتاب الروح — "
۸- اغاثة اللهفان — "
۹- زاد المعاد — "
۱۰- مدارج السالکین — "
۱۱- موارد الظمآن — "
۱۲- ابن حزمؒ — پروفیسر ابوزہرہ
۱۳- احمدؒ بن حنبل — "
۱۴- المنجد (حصہ اعلام)
۱۵- تحریک حریت فکر اور شاہ ولی اللہ — مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ
۱۶- ارشاد الفحول — امام شوکانیؒ
۱۷- قول المفید — "
۱۸- البدایة والنهایة جلد ۱۳، ۱۴ — امام ابن کثیرؒ
۱۹- طبقات الحنابلہ — ابن ابی یعلیٰؒ
۲۰- الذیل علی طبقات الحنابلة — ابن رجبؒ
۲۱- مقدمہ تحفة الاحوذی — عبدالرحمٰن مبارکپوری
۲۲- تہذیب التہذیب — حافظ ابن حجرؒ
۲۳- تاریخ تفسیر و مفسرین — پروفیسر غلام احمد حریری
۲۴- معیار الحق — سید نذیر حسین دہلویؒ
۲۵- تاریخ ادب عربی (مترجم) — احمد حسن زیات
۲۶- LITRARY HISTORY OF ARABS — نکلسن
۲۷- COUNSEL FOR KINGS (صرف مقدمہ) — بگلے

(بقیہ تعزیراتِ اسلام)

فعل موجبِ قصاص تھا اور اس پر قصاص واجب ہو چکا تھا، جو معاف کرنے سے ساقط ہو گیا۔ لیکن صغیر اور مجنون کا فعل اس شخص کے فعل کے مانند نہیں ہے۔ لہٰذا قیاس باطل ہے[1]۔

قتل خطاء کی دیت۔ دفعہ ۲۵

جو دیت شبہ عمد کی ہے وہی قتل خطاء کی بھی ہو گی۔

تشریح:- شبہ عمد درحقیقت خطاء کی ایک قسم ہے اور قتل خطاء میں نفوذ کی صورت میں ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم دیت مقدرہ ہے[2] جو عاقلہ پر مہلت کے ساتھ واجب الادا ہو گی اور مہلت کی تفصیل دفعہ ۲۴ میں گذر چکی ہے۔

---

[1] مکمل بحث دیکھیے اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۱۲۱ - [2] ہدایہ جلد ۴ ص ۵۸۵ -